THE JOURNAL OF RESEARCH REVIEW

P-ISSN: 3006-2632	E-ISSN: 3006-2640
Vol. 2. No. 01 (Jan-Mar) 2025	Page 176-190

https://doi.org/10.5281/zenodo.21324971

بدائع الصنائع میں علامہ کاسانی رحمہ اللہ کا منہج واسلوب

The Approach and Methodology of Allamah Kasani in Badaye al-Sanaye

Salman Khan	*Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science & Technology, Peshawar* salmankhankhushb@gmail.com
Dr. Qazi Abdul Manan	*Assistant Professor, Department of Islamic Studies Qurtuba University of Science & Technology Peshawar,* dr.manan@qurtuba.edu.pk

Abstract: *Jurisprudence Alauddin Ibn Masood ibn Ahmad Hanafi was a distinguished jurist (فقیہ) and expert in the principles of Islamic jurisprudence (اصولی) of the sixth century Hijri. Among his notable works, Bada'i al-Sana'i fi Tartib al-Shara'i holds a prominent place. This book is particularly significant for its unique arrangement, lucid writing style, simplicity and comprehensibility, comprehnsive exploration of jurisprudential subsidiary issues, abundant principles and maxims of Islamic jurisprudence ,(قواعد و اصول فقہیہ) and its remarkable preferencing of juristic opinions and reconciliation (ترجیح و تطبیق) between conflicting views.*

In this article, the methodology (منہج)and approach of Bada'i al-Sana'i have been discussed, (with a focus on its distinctive features. The methodology of the author has been examined under two categories: general methodology and specific methodolog.

Under the general methodology, aspects commonly found in jurisprudential works have been addressed, such as the method of deriving evidence from the Quran, Sunnah, unanimous consensus (اجماع) and analogical reasoning ,(قیاس) as well as discussions on the authenticity of hadith chains.(سند حدیث)

In the specific methodology, the unique characteristics and distinctions of Bada'i al-Sana'i compared to the broader jurisprudential tradition have been highlighted. The article discusses the author's approach to narration/listing of juridical issues, his methodology in reconciliation and preferencing ,(تطبیق و ترجیح) and provides explanations and clarifications of specific terminologies used within the book.

Keywords: Allamah Kasani in Badaye al-Sanaye

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علاء الدین بن مسعود بن احمد کاسانی ماوراء النہر کے معروف علاقے کاسان میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت کا ذکر تراجم کی کتابوں میں موجود نہیں ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم بخاری میں حاصل کرنے کے بعد فقہ اور اصول میں مہارت حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں صدر الدین بزدوی، ابو المعین نسفی اور علامہ سمرقندی جیسے کبار اہل علم شامل ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں آپ کا بیٹا محمود اور مقدمہ غزنویہ کے مصنف احمد بن محمود غزنوی قابل ذکر ہیں۔

آپ کی تصانیف میں بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع فقہ حنفی میں ایک بلند پایہ اور مستند و معتبر کتاب گردانی جاتی ہے۔ علامہ کاسانی رحمہ اللہ دس رجب ۵۸۷ھ کو ظہر کے بعد اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔

علامہ کاسانی رحمہ اللہ کی کتاب "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع" اپنے منفرد اندازِ بیان، منفرد فنی ترتیب اور تجزیاتی اسلوب کی وجہ سے اپنا ثانی نہیں رکھتی، چنانچہ اس مایہ ناز کتاب سے متعلق یہ کہنا بجا ہوگا کہ فقہ حنفی میں ترتیب مسائل کے حوالے سے اس پایے کی دوسری کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔ بدائع الصنائع ہر لحاظ سے ایک منفرد فقہی مقام اور رتبے کی مستحق ہے۔ چنانچہ "بذل المجھود فی شرح ابی داود" کے مصنف اور معروف فقیہ علامہ خلیل احمد سہارنپوری[i] رحمہ اللہ بدائع الصنائع کو فقہ کی دوسری کتابوں پر ترجیح اور فوقیت دیتے تھے۔ جیسا کہ آپ رحمہ اللہ کی سوانح حیات میں ہے کہ:

"اوقاتِ فراغ میں آپ رحمہ اللہ بدائع الصنائع کا اکثر مطالعہ کرتے تھے، بار بار سنا کہ آپ رحمہ اللہ اس کتاب کے مصنف یعنی علامہ کاسانی رحمہ اللہ کو بہت دعائیں دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ واقعی یہ شخص فقیہ تھا اور اللہ تعالی نے اس کو فقہ کے لئے پیدا فرمایا تھا۔ مولانا ظفر احمد[ii] رحمہ اللہ نے ایک بار آپ رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ حضرت فقہ سے مناسبت پیدا ہونے کے لئے کوئی صورت تجویز فرمائے، تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فقہ سے مناسبت پیدا کرنے کے لئے شامی اور بدائع الصنائع کو بالاستیعاب دیکھنا چاہئے۔ حقیقت میں بدائع الصنائع عجیب کتاب ہے، جزئیات تو زیادہ شامی میں ہیں مگر اصول اور فقہ کی لم زیادہ بدائع الصنائع میں ہیں کہ اس سے مناسبت ہو جائے تو فقہ میں طبیعت چلنے لگے گی"[iii]۔

بحث و تحقیق میں تمام فقہاء کرام کے اپنے اصول اور مناہج ہوتے ہیں، یہ اصول اور مناہج ایک فقیہ کی کتاب کو دوسرے فقیہ کی کتاب سے منفرد اور ممتاز کرتے ہیں۔ اس لیے کسی فقیہ کی کتاب کی خصوصیت و انفرادیت کو اجاگر کرنا اس کتاب سے استفادہ کرنے کے لیے از حد ضروری ہوتا ہے۔

علامہ کاسانی رحمہ اللہ کی کتاب بدائع الصنائع بھی اپنی خصوصیات اور انفرادیت و ندرت کی وجہ سے باقی فقہ کی کتابوں میں نمایاں حیثیت کی حامل کتاب ہے۔ علامہ کاسانی اپنی کتاب میں فقہی مسائل کو مرتب و منضبط انداز میں بیان کرتے ہیں، دلائل ذکر کرتے ہیں اور جزئی و اصولی بحث کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کی آراء کو بھی انتہائی عمدہ شرح و تفصیل اور جامع انداز کے ساتھ پیش فرماتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کی افادیت باقی کتب فقہ کی بنسبت چند در چند ہے۔ ذیل میں علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "بدائع الصنائع" میں جو منہج و اسلوب اختیار فرمایا ہے اس کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

اس ضمن میں علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے دو مختلف مناہج اختیار فرمائے ہیں:

1۔ فقہی مبحث پیش کرنے کا عمومی منہج

2۔ فقہی مبحث پیش کرنے کا خصوصی منہج

1۔ عمومی منہج

عمومی منہج کا مطلب یہ ہے کہ علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے فقہی دلائل پیش کرنے کے لئے سب سے پہلے انہی اصولوں کو بنیاد بنایا ہیں جو عام فقہائے حنفیہ اختیار کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ عام فقہائے حنفیہ کی اتباع کرتے ہوئے درج ذیل طریقے سے فقہی دلائل بیان فرماتے ہیں:

اَ. قرآن مجید

اصولِ فقہ میں مسائل واحکام کے مآخذ میں قرآن مجید کا نام جس طرح سب سے مقدم اور سرِ فہرست ہے اسی طرح علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے بھی اسے ہر مقام پر سرِ فہرست ہی رکھا ہیں۔ اور آپ رحمہ اللہ نے قرآنی استدلال کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فاضل مصنف رحمہ اللہ فقہی آراء پیش کرنے کے بعد قرآنِ کریم کی آیاتِ مبارکہ کو بطورِ استدلال پیش کرتے ہیں چنانچہ ایک مقام پر غلام کے لیے ولی نہ بن سکنے پر بحث کرتے ہوئے آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"(مِنْهَا) أَنْ يَكُونَ حُرًّا فَلَا تَثْبُتُ لَهُ وِلَايَةُ الْعَبْدِ لِقَوْلِهِ - سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى - {ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا مَمْلُوكًا لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ} [النحل، ١٦: ٧٥]، وَلِأَنَّهُ لَا وِلَايَةَ لَهُ عَلَى نَفْسِهِ فَكَيْفَ تَثْبُتُ لَهُ الْوِلَايَةُ عَلَى غَيْرِهِ؟[iv]

اسی طرح اس کے چند سطور بعد مسلمان کے لیے کسی کافر کا ولی نہ بن سکنے پر بحث کرتے ہوئے آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"(وَمِنْهَا) إِسْلَامُ الْوَلِيِّ إِذَا كَانَ الْمُوَلَّى عَلَيْهِ مُسْلِمًا، فَإِنْ كَانَ كَافِرًا لَا تَثْبُتُ لَهُ عَلَيْهِ الْوِلَايَةُ لِقَوْلِهِ: عَزَّ وَجَلَّ - {وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا} [النساء، ٤: ١٤١]، وَلِأَنَّ تَنْفِيذَ الْوِلَايَةِ لِلْكَافِرِ عَلَى الْمُسْلِمِ يُشْعِرُ بِالذُّلِّ بِهِ، وَهَذَا لَا يَجُوزُ."[v]

ب. حدیثِ نبوی

اصولِ فقہ میں احکام کے مآخذ ومصادر میں دوسرا مقام حدیثِ نبوی کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ کاسانی رحمہ اللہ بھی ہر مقام پر قرآنِ کریم کے بعد احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ کو اہمیت دیتے ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس ضمن میں بدائع الصنائع میں ہزاروں احادیث مبارکہ اور اقوال صحابہ وتابعین کرام رضی اللہ عنہم کا ذخیرہ جمع ہے چنانچہ ایک مقام پر بھیڑ

کے جسم پر موجود اون کی بیع کے عدم جواز پر حدیث مبارک سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وَكَذا بَيْعُ الصُّوفِ عَلَى ظَهْرِ الْغَنَمِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ؛ لِأَنَّهُ يَنْمُو سَاعَةً فَسَاعَةً فَيَخْتَلِطُ الْمَوْجُودُ عِنْدَ الْعَقْدِ بِالْحَادِثِ بَعْدَهُ عَلَى وَجْهٍ لَا يُمْكِنُ التَّمْيِيزُ بَيْنَهُمَا فَصَارَ مَعْجُوزَ التَّسْلِيمِ بِالْجَزِّ وَالنَّتْفِ وَاسْتِخْرَاجِ أَصْلِهِ، وَهُوَ غَيْرُ مُسْتَحَقٍّ بِالْعَقْدِ، وَرُوِيَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا- عَنْ النَّبِيِّ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ- أَنَّهُ نَهَى عَنْ بَيْعِ الصُّوفِ عَلَى ظَهْرِ الْغَنَمِ"[vi]

اسی طرح بیوعات میں ایک مقام پر مکہ مکرمہ کی زمین کا بیع کے لیے محل نہ ہونے پر گفتگو کرتے ہوئے حدیث شریف سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَلَنَا مَا رُوِيَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ -رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا- عَنْ النَّبِيِّ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ- أَنَّهُ قَالَ: إنَّ اللَّهَ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى- حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي، وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا، وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا يُحْتَشُّ حَشِيشُهَا. أَخْبَرَ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ- أَنَّ مَكَّةَ حَرَامٌ، وَهِيَ اسْمٌ لِلْبُقْعَةِ، وَالْحَرَامُ لَا يَكُونُ مَحَلًّا لِلتَّمْلِيكِ.

وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ سَيِّدِنَا عُمَرَ -رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا- عَنْ النَّبِيِّ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ- أَنَّهُ قَالَ: مَكَّةُ حَرَامٌ، وَبَيْعُ رِبَاعِهَا حَرَامٌ، وَهَذَا نَصٌّ فِي الْبَابِ."[vii]

احادیث مبارکہ سے استدلال کرنے اور ان پر بحث کرنے کے سلسلے میں علامہ کاسانی رحمہ اللہ کے اندازِ بیان کے درج ذیل پہلو بھی قابلِ ذکر ہیں:

روایتِ حدیث میں علامہ کاسانی رحمہ اللہ کا محدثانہ انداز

کسی بھی حدیث پر بحث کرنے اور اس سے استدلال کرنے کی دو جہتیں ہوتی ہیں ایک اس کی سند پر صحت وضعف کے حوالے سے بحث کرنا اور دوسرا اس کے متن کی تشریح وتوضیح اور وجہ استدلال کو بیان کرنا۔ اس لیے ذیل میں دونوں علامہ کاسانی کے ہاں دونوں جہتوں کا الگ الگ جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

سند حدیث پر بحث

علامہ صاحب رحمہ اللہ نے حدیث لانے کے بعد اس کی مختصر مگر جامع تنقیدات بھی پیش فرمائی ہیں تاکہ کھرے کو کھوٹے سے اور صحیح کو ضعیف سے جدا کیا جاسکے۔ حدیث کی سند کا تنقیدی جائزہ لینے کے دوران آپ رحمہ اللہ یہ وضاحت کر دیتے ہیں کہ کون سی حدیث متواتر اور مشہور، کون سی عزیز یا غریب ہے۔ کس حدیث کو صحیح یا حسن اور کس حدیث کو ضعیف، مجروح یا شاذ

قرار دی جائے چنانچہ کتاب الطھارۃ میں مسافر کے لیے مسح علی الخفین کی مدت پر بحث کرتے ہوئے اولا فقہاء کرام کا اختلاف ذکر کرتے ہیں پھر حنفیہ کے موقف پر حدیث شریف سے استدلال کرتے ہیں کہ مسافر کے لیے مسح کی مدت تین دن اور راتیں ہیں اس کے بعد باقی ائمہ کی رائے ذکر فرماتے ہیں اور ان حضرات کے ہاں جس حدیث شریف سے استدلال کیا جاتا ہے اس کا فنی جائزہ لیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حنفیہ جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں وہ حدیث مشہور ہے چنانچہ علامہ فرماتے ہیں:

"وَلَنَا مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ قَالَ: يَمْسَحُ الْمُقِيمُ عَلَى الْخُفَّيْنِ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَالْمُسَافِرُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهَا، وَهَذَا حَدِيثٌ مَشْهُورٌ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ مِنْ الصَّحَابَةِ مِثْلِ عُمَرَ، وَعَلِيٍّ،، وَخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَصَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ، وَعَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَبِي عُمَارَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَائِشَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ -"[viii]

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ باقی ائمہ کے ہاں جس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے وہ غریب ہے اور حدیث غریب مشہور کے مقابلے میں متروک ہوتا ہے چنانچہ علامہ فرماتے ہیں:

"وَرُوِيَ أَنَّ عُمَرَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - سَأَلَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ وَقَدْ قَدِمَ مِنْ الشَّامِ: مَتَى عَهْدُكَ بِالْمَسْحِ؟ قَالَ: سَبْعًا فَقَالَ عُمَرُ: - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - أَصَبْتَ السُّنَّةَ (وَبَلَغَ بِالْمَسْحِ سَبْعًا)، فَهُوَ غَرِيبٌ، فَلَا يُتْرَكُ بِهِ الْمَشْهُورُ مَعَ أَنَّ الرِّوَايَةَ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهَا أَنَّهُ بَلَغَ بِالْمَسْحِ ثَلَاثًا"[ix]

اسی طرح کتاب الصلوۃ میں اس مسئلہ کو ذکر کرتے ہوئے کہ تسمیہ سورت کا جزء ہے یا نہیں امام شافعی[x] رحمہ اللہ کا موقف ذکر کرتے ہیں اور دلیل کے طور پر حدیث ذکر کرنے کے بعد اس کی سند پر محدثانہ بحث فرماتے ہوئے اس سے استدلال کو رد کرتے ہیں چنانچہ علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

"وَأَمَّا مَا رُوِيَ مِنْ الْحَدِيثِ فَفِيهِ اضْطِرَابٌ فَإِنَّ بَعْضَهُمْ شَكَّ فِي ذِكْرِ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الْإِسْنَادِ وَلِأَنَّ مَدَارَهُ عَلَى عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ نُوحِ بْنِ أَبِي بِلَالٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَذَكَرَ أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ وَقَالَ: لَقِيتُ نُوحًا فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَالِاخْتِلَافُ فِي السَّنَدِ وَالْوَقْفِ وَالرَّفْعِ يُوجِبُ ضَعْفًا فِيهِ؛ وَلِأَنَّهُ فِي حَدِّ الْآحَادِ وَخَبَرُ الْوَاحِدِ لَا يُوجِبُ الْعِلْمَ وَكَوْنُ التَّسْمِيَةِ مِنْ الْفَاتِحَةِ لَا تَثْبُتُ إلَّا بِالنَّقْلِ الْمُوجِبِ لِلْعِلْمِ مَعَ أَنَّهُ عَارَضَهُ مَا هُوَ أَقْوَى مِنْهُ وَأَثْبَتُ وَأَشْهَرُ وَهُوَ حَدِيثُ الْقِسْمَةِ فَلَا يُقْبَلُ فِي مُعَارَضَتِهِ."[xi]

متن حدیث پر بحث

چونکہ احادیث مبارکہ سے استدلال کرنے میں فقہاء کرام اور محدثین کرام رحمہم اللہ کا نقطۂ نظر بسا اوقات ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، ہر فقیہ متن حدیث کو اپنے زاویہ نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کا اجتہاد اسے جس نتیجے پر پہنچاتا ہے وہ وہی بیان کرتا

ہے۔علامہ کاسانی رحمہ اللہ بھی فقہی مسائل میں متفرق آراءذخر کرنے کے بعد ہر فقیہ کے مستدلات ذکر کرتے ہیں اور پھر اس کے متن اور سند پر بحث کرتے ہوئے اپنا وجہ استدلال اور حدیث میں موجود محل استشہاد کی وضاحت کرتے ہیں اور اسے عقلی و نقلی دلائل سے مبرہن کرتے ہیں۔جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ فاضل مصنف رحمہ اللہ کو علمِ حدیث پر بھی کامل دسترس حاصل تھا۔

ج. اجماع اور قیاس

فقہ کا تیسرا ماخذ اجماع اور اس کے بعد چوتھے نمبر پر قیاس آتا ہے۔بدائع الصنائع میں اجماع اور قیاس کا ذکر بھی بکثرت ملتا ہے ۔اجماع کے بارے میں علامہ کاسانی رحمہ اللہ کا نقطۂ نظر وہی ہے جو دیگر فقہاءِ حنفیہ کا ہے ،یعنی علامہ کاسانی رحمہ اللہ کی نظر میں کسی معاملے سے متعلق صحابہ کرام و معاصر فقہاء کرام رضی اللہ عنہم کا سکوت بھی اجماع کے مترادف ہے۔علامہ کاسانی نے اپنی کتاب میں جگہ جگہ اجماع سے استدلال کیا ہے چنانچہ مسح علی الجوربین پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو جرابیں اتنے رقیق اور باریک ہوں جن سے پانی رستا ہو ان پر مسح کرنا جائز نہیں ہے اور اس مسئلے کے لیے علامہ بطور دلیل اجماع کو پیش کرتے ہیں:

"وَأَمَّا الْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ، فَإِنْ كَانَا مُجَلَّدَيْنِ، أَوْ مُنَعَّلَيْنِ، يُجْزِيهِ بِلَا خِلَافٍ عِنْدَ أَصْحَابِنَا وَإِنْ لَمْ يَكُونَا مُجَلَّدَيْنِ، وَلَا مُنَعَّلَيْنِ، فَإِنْ كَانَا رَقِيقَيْنِ يَشِفَّانِ الْمَاءَ، لَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا بِالْإِجْمَاعِ،"[xii]

اسی طرح نجاست کے لیے پانی کے استعمال پر بحث ہوئے لکھتے ہیں کہ جب نجاست قدر درہم سے تجاوز کر جائے تو اس کا پانی سے دھونا اور دور کرنا واجب ہے اس کے لیے بھی علامہ اجماع کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں:

"فَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ لَمْ يُذْكَرْ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ، وَاخْتَلَفَ الْمَشَايِخُ فِيهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يَزُولُ إلَّا بِالْغَسْلِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَزُولُ بِالْأَحْجَارِ، وَبِهِ أَخَذَ الْفَقِيهُ أَبُو اللَّيْثِ وَهُوَ الصَّحِيحُ، لِأَنَّ الشَّرْعَ وَرَدَ بِالِاسْتِنْجَاءِ بِالْأَحْجَارِ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ، وَهَذَا كُلُّهُ إذَا لَمْ يَتَعَدَّ النَّجَسُ الْمَخْرَجَ فَإِنْ تَعَدَّاهُ يُنْظَرُ إنْ كَانَ الْمُتَعَدِّي أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ يَجِبُ غَسْلُهُ بِالْإِجْمَاعِ،"[xiii]

بدائع الصنائع میں "قیاس" سے بھی بکثرت کام لیا گیا ہے، چونکہ علامہ کاسانی رحمہ اللہ خود بھی بلند پایہ فقیہ اور مجتہد تھے اس لئے انہوں نے شریعت کے اس اہم ماخذ قیاس سے بڑے پیمانے پر استفادہ کیا ہے چنانچہ ایک مقام پر سانپ کو تداوی کے لیے فروخت کرنے پر بحث کرتے ہوئے اسے شراب اور خنزیر کی حرمت پر قیاس کر کے اس کی ممانعت ثابت کرتے ہیں۔علامہ لکھتے ہیں:

"وَذُكِرَ فِي الْفَتَاوَى أَنَّهُ يَجُوزُ بَيْعُ الْحَيَّةِ الَّتِي يُنْتَفَعُ بِهَا لِلْأَدْوِيَةِ، وَهَذَا غَيْرُ سَدِيدٍ؛ لِأَنَّ الْمُحَرَّمَ شَرْعًا لَا يَجُوزُ الِانْتِفَاعُ بِهِ لِلتَّدَاوِي كَالْخَمْرِ،

وَالْخِنزِيرِ"[xiv]

2)خصوصی منہج

ہر مصنف کی اپنی خاص اصطلاحات اور مخصوص منہج واسلوب ہوتا ہے جو اسے دوسری تصانیف سے ممتاز کرتا ہے۔علامہ کاسانی رحمہ اللہ کا بھی اپنا خاص منہج واسلوب ہے جس کی وجہ سے ان کی کتاب باقی کتب فقہ سے ممتاز اور نمایاں ہوتی ہے۔ذیل میں اسی اسلوب کے مختلف پہلووں پر بحث کی جائے گی۔

مقدمہ الکتاب اور علامہ کاسانی رحمہ اللہ کا منہج

علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے سب سے پہلے مقدمہ میں علمِ فقہ کی تعریف اور اس کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں "لا علم بعد العلم باللہ وصفاتہ اشرف من علم الفقہ "یعنی اللہ تعالی کی "ذات وصفات" کے علم یعنی علم الکلام کے بعد سب سے زیادہ فضیلت وشرف والا علم "علمِ فقہ" ہے۔اس علم کا دوسرا نام علمِ حلال وحرام اور علم شرائع اور احکام بھی ہے۔علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے اپنے اس مدعا پر قرآنِ کریم کی آیت "يُؤتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ"(البقرۃ،۲:۲٦۹)

ذکر کرکے فرمایاہے کہ بعض تفسیری روایات کے مطابق "خیرِ کثیر" سے مراد "علمِ فقہ" ہے۔

علامہ کاسانی رحمہ اللہ اپنے منہج کے متعلق مقدمہ میں وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کسی بھی تصنیف وتالیف کا اولین مقصد یہ ہوناچاہیے کہ اس کے ذریعے اس فن کے طلبہ کے لیے مسائل کو آسان انداز میں پیش کیا جائے اور مقاصد فن کو سہل طریقے سے ان کے فہم کے قریب کیا جائے اور یہ مقصد تب ہی حاصل ہوتا جب مسائل کو خاص ترتیب سے مرتب انداز میں ذکر کیا جائے، مسائل فن کے مختلف انواع واقسام کا تتبع واستقراء کرکے ان کو بکمالہ بیان کیا جائے اور مسائل کی تخریج قواعد وضوابط اوراصول وکلیات کی روشنی میں کی جائے اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مقاصد فن کو منضبط کرنا آسان ہوتا ہے اور مسائل فن حفظ کرنا سہل ہوتا ہے۔علامہ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی اسی منہج کو پیش نظر رکھ کر بدائع الصنائع لکھی چنانچہ اس میں مسائل کا تتبع واستقراء بھی ہے،مسائل کو مرتب ومنضبط انداز میں ذکر بھی کیا گیاہے اور فروع کی تخریج قواعد وضوابط اور اصول وکلیات کی روشنی میں بھی ہے علامہ کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الْغَرَضُ الْأَصْلِيُّ، وَالْمَقْصُودُ الْكُلِّيُّ مِنْ التَّصْنِيفِ فِي كُلِّ فَنٍّ مِنْ فُنُونِ الْعِلْمِ هُوَ تَيْسِيرُ سَبِيلِ الْوُصُولِ إلَى الْمَطْلُوبِ عَلَى الطَّالِبِينَ، وَتَقْرِيبُهُ إلَى أَفْهَامِ الْمُقْتَبِسِينَ، وَلَا يَلْتَئِمُ هَذَا الْمُرَادُ إلَّا بِتَرْتِيبٍ تَقْتَضِيهِ الصِّنَاعَةُ، وَتُوجِبُهُ الْحِكْمَةُ، وَهُوَ التَّصَفُّحُ عَنْ أَقْسَامِ الْمَسَائِلِ،

وَفُصُولِهَا، وَتَخْرِيجِهَا عَلَى قَوَاعِدِهَا، وَأُصُولِهَا لِيَكُونَ أَسْرَعَ فَهْمًا، وَأَسْهَلَ ضَبْطًا، وَأَيْسَرَ حِفْظًا فَتَكْثُرُ الْفَائِدَةُ، وَتَتَوَفَّرُ الْعَائِدَةُ فَصَرَفْتُ الْعِنَايَةَ إِلَى ذَلِكَ،"[xv]

بدائع الصنائع کا منفرد اسلوب

بدائع الصنائع کا سب منفرد اسلوب جو اس کتاب کو پوری فقہی تراث میں ممتاز حیثیت عطا کرتا ہے مسائل کا انضباط ہے چنانچہ علامہ کاسانی رحمہ اللہ جو بھی کتاب شروع کرتے ہیں اس کی ابتداء میں پوری کتاب میں آنے والے مسائل کا خلاصہ منضبط انداز میں لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں اتنے اتنے امور کا بیان ہو گا پھر ایک ایک امر کو لے کر اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں پھر جس مسئلے پر بحث کرنا پیش نظر ہوتا ہے اس کی تفصیل بھی خاص ترتیب سے بیان کرتے ہیں۔ سب سے پہلے فقہائے حنفیہ کا مسلک ذکر کرتے ہیں۔ اس کے بعد باقی ائمہ کا اختلاف مع دلائل ذکر کرتے ہیں۔ اس کے بعد حنفیہ کے دلائل قرآن، سنت اور قیاس سے ذکر کرتے ہیں۔ اور آخر میں باقی ائمہ کے ایک ایک دلیل کو لے کر اس کا کافی شافی جواب دے کر ان پر نقد کرتے ہیں۔ بطور نمونہ کتاب البیوع کی ابتداء ملاحظہ ہو:

"(كِتَابُ الْبُيُوعِ)

الْكَلَامُ فِي هَذَا الْكِتَابِ فِي الْأَصْلِ فِي مَوَاضِعَ فِي بَيَانِ رُكْنِ الْبَيْعِ، وَفِي بَيَانِ شَرَائِطِ الرُّكْنِ، وَفِي بَيَانِ أَقْسَامِ الْبَيْعِ، وَفِي بَيَانِ مَا يُكْرَهُ مِنْ الْبِيَاعَاتِ وَمَا يَتَّصِلُ بِهَا، وَفِي بَيَانِ حُكْمِ الْبَيْعِ، وَفِي بَيَانِ مَا يَرْفَعُ حُكْمَ الْبَيْعِ."[xvi]

سرد مسائل میں علامہ کا اسلوب

علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے فقہی مسائل ذکر کرنے اور ان سے متعلق مختلف فقہاء کرام کی آراء کو بیان کرنے اور ان میں ترجیح الراجح کے لیے درجہ ذیل طرز و اسلوب اپنایا ہے۔

1۔ سب سے پہلے فقہائے حنفیہ کا مسلک ذکر کرتے ہیں۔

2۔ اس کے بعد باقی ائمہ کا اختلاف مع دلائل ذکر کرتے ہیں۔

3۔ اس کے بعد حنفیہ کے دلائل قرآن، سنت اور قیاس سے ذکر کرتے ہیں۔

4۔ اور آخر میں باقی ائمہ کے ایک ایک دلیل کو لے کر اس کا کافی شافی جواب دے کر ان پر نقد کرتے ہیں۔

اس حد تک علامہ کاسانی رحمہ اللہ کے منہج و اسلوب کو عمومی کہا جا سکتا ہے۔ عمومی بایں معنی کہ یہ منہج صرف علامہ کاسانی رحمہ

اللہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ تمام فقہاء کرام رحمہم اللہ کے مابین مشترک ہے۔اب ذیل میں اس "خصوصی منہج" کو ذکر کیا جائے گا کہ جو علامہ کاسانی رحمہ اللہ کی اپنی صنیع اور عادت ہے۔

علامہ کاسانی رحمہ اللہ کے چند اصطلاحات

علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے بدائع الصنائع میں جگہ جگہ مختلف اصطلاحات ذکر کیے ہیں جن کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔علامہ مسائل ذکر کرنے کے بعد اصحاب آراء کا ذکر کرتے ہوئے جابجا "مشائخنا"، "مشائخ العراق"، "مشائخ بلخ"، "مشائخنا بماوراء النھر"، "بعض مشائخنا" وغیرہ کی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں، اس سے ان کا مقصد مذکورہ علاقوں کے وہ فقہاء کرام ہوتے ہیں جو اپنے علم اور فضل کی وجہ سے شیخ کا درجہ حاصل کرلیتے ہیں۔

مشائخ کی یہ اصطلاح صاحبِ قدوری اور صاحبِ ہدایہ رحمہا اللہ نے بھی بکثرت استعمال کیا ہیں۔ علامہ عبد الحیؒ لکھنوی[xvii] رحمہ اللہ نے اس اصطلاح کی تشریح کرتے ہوئے یہ بات ذکر کی ہے کہ مشائخ سے مراد وہ فقہاء کرام ہیں جن کی ملاقات حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نہیں ہوئی[xviii]۔

کتاب میں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے کثرت کے ساتھ کتاب کے اندرونی حوالے بھی دیئے ہیں، تاکہ سابقہ یا آئندہ مباحث کی طرف قاری کی توجہ مبذول کرائی جاسکے۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپ رحمہ اللہ جب کسی آیت کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں تو فرماتے ہیں "بما تلونا"۔ روایت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں "بما روینا"۔ اور عقلی و قیاسی استدلال کے لئے لکھتے ہیں "فیما ذکرنا، ولمابینا، ولماقلنا"۔ تاہم بعض مقامات پر ان تینوں جملوں کا مقصد کسی قول کا مکمل استدلال بھی ہوتا ہے، جس میں قرآن، سنت اور عقلی و قیاسی تینوں انواع کے دلائل شامل ہوتے ہیں۔

علامہ کاسانی رحمہ اللہ بعض مقامات پر "الفقہ فیہ" لکھتے ہیں اور اس سے آپ رحمہ اللہ کا مقصود عقلی وفکری استدلال کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے۔

اسی طرح بدائع الصنائع میں متعدد مقامات پر مختلف کتابوں کا ذکر بھی ملتا ہے جیسے علامہ "الاصل" کا ذکر کرتے ہیں، اس سے آپ رحمہ اللہ امام محمد بن الحسن شیبانی[xix] رحمہ اللہ کی کتاب المبسوط مراد ہوتی ہے۔چونکہ ائمہ احناف کے ہاں اقوال و مسالک کے سلسلے میں اس کتاب کو بنیادی اہمیت دی جاتی ہے اسی لئے فقہائے احناف رحمہم اللہ اس کا حوالہ "الاصل" کے نام سے دیتے ہیں علامہ کتاب الاصل سے استحاضہ کا مسئلہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَذَكَرَ فِي الْأَصْلِ إِذَا حَاضَتْ الْمَرْأَةُ فِي شَهْرٍ مَرَّتَيْنِ فَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ"[xx]

علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے بدائع الصنائع میں بعض مقامات پر "ظاھر الروایۃ" کا حوالہ بھی دیا ہیں، جس میں وہ کہتے ہیں کہ ظاہر الروایۃ میں یہ بات ہے یا ظاہر الروایۃ میں یہ بات نہیں ہے وغیرہ چنانچہ وضوء میں چہرے کی حدود کی تعیین میں فرماتے ہیں:

"وَلَمْ يَذْكُرْ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ حَدَّ الْوَجْهِ، وَذَكَرَ فِي غَيْرِ رِوَايَةِ الْأُصُولِ أَنَّهُ مِنْ قِصَاصِ الشَّعْرِ إلَى أَسْفَلِ الذَّقَنِ، وَإِلَى شَحْمَتَيْ الْأُذُنَيْنِ،"[xxi]

ظاہر الروایۃ سے مراد امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ کی چھ کتابیں ہوتی ہیں جن کو "الاصول" بھی کہتے ہیں۔ ان میں المبسوط، الزیادات، الجامع الصغیر، الجامع الکبیر، السیر الصغیر اور السیر الکبیر شامل ہیں۔

بدائع الصنائع میں ظاہر الروایۃ کے ساتھ ساتھ "النوادر" کا بھی ذکر آیا ہے جیسا ایک انگلی سے تین بار مسح کرنے کا حکم ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وَلَوْ مَسَحَ بِأُصْبُعٍ وَاحِدَةٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَأَعَادَهَا إلَى الْمَاءِ فِي كُلِّ مَرَّةٍ جَازَ، هَكَذَا رَوَى ابْنُ رُسْتُمَ عَنْ مُحَمَّدٍ فِي النَّوَادِرِ؛ لِأَنَّ الْمَفْرُوضَ هُوَ الْمَسْحُ قَدْرَ ثَلَاثِ أَصَابِعَ."[xxii]

نوادر سے فاضل مصنف رحمہ اللہ درج ذیل کتابیں مراد لیتے ہیں:

(1) الرقیات: رقیات حضرت امام محمد رحمہ اللہ کے ان فتاوی کا مجموعہ ہے جو آپ رحمہ اللہ نے اس وقت صادر فرمائے تھے جب وہ رقہ میں قاضی تھے۔ یہ فتاوی آپ رحمہ اللہ سے محمد بن سماعہ[xxiii] رحمہ اللہ نے روایت کئے ہیں۔ بدائع الصنائع میں بعض مقامات پر النوادر مجموعے کے بجائے الرقیات کا نام بھی مذکور ہے جیسا کہ طواف کو حجر اسود سے شروع نہ کرنے کے مسئلے میں علامہ کاسانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وَذَكَرَ مُحَمَّدٌ - رَحِمَهُ اللَّهُ - فِي الرُّقَيَّاتِ إذَا افْتَتَحَ الطَّوَافَ مِنْ غَيْرِ الْحَجَرِ لَمْ يُعْتَدَّ بِذَلِكَ الشَّوْطِ إلَّا أَنْ يَصِيرَ إلَى الْحَجَرِ فَيَبْدَأَ مِنْهُ الطَّوَافَ"[xxiv]

(2) الکیسانیات: کیسانیات سے مراد وہ فقہی مسائل ہیں جو امام محمد رحمہ اللہ نے املاء کرائے تھے۔ الکیسانیات کا نام مستقل طور پر بھی بدائع الصنائع میں آیا ہے چنانچہ علامہ کفارے کے مسئلے کے متعلق لکھتے ہیں:

"وَلَوْ جَامَعَ فِي رَمَضَانَيْنِ وَلَمْ يُكَفِّرْ لِلْأَوَّلِ فَعَلَيْهِ لِكُلِّ جِمَاعٍ كَفَّارَةٌ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ. وَذَكَرَ مُحَمَّدٌ فِي الْكَيْسَانِيَّاتِ أَنَّ عَلَيْهِ كَفَّارَةً وَاحِدَةً"[xxv]

(3) الھارونیات: ہارونیات سے مراد وہ فقہی مسائل ہیں جنہیں امام محمد رحمہ اللہ نے ہارون الرشید العباسی[xxvi] کے زمانے میں

املاء کرایا تھا۔ہارونیات کا ذکر بھی بدائع میں ملتا ہے چنانچہ امام کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہوئے مقتدی اگر تکبیر تحریمہ پڑھے اور یہ معلوم نہ ہو کہ امام سے پہلے پڑھ لیا یا بعد میں تو اس کا کیا حکم ہو گا؟ علامہ اس مسئلے کو ہارونیات سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

۔"فَأَمَّا إِذَا كَبَّرَ وَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّهُ كَبَّرَ قَبْلَ الْإِمَامِ أَوْ بَعْدَهُ، ذَكَرَ هَذِهِ الْمَسْأَلَةَ فِي الْهَارُونِيَّاتِ وَجَعَلَهَا عَلَى ثَلَاثَةِ أَوْجُهٍ"[xxvii]

(4)الجرجانیات: جرجانیات سے مراد امام محمد رحمہ اللہ کے وہ فتاوی ہیں جنہیں آپ رحمہ اللہ نے جرجان میں لکھوایا تھا۔[xxviii]

مذکورہ بالا کتابیں چونکہ تواتر یا شہرت کے طریقے پر مروی نہیں ہیں اس لئے انہیں غیر ظاہر الروایۃ کہا جاتا ہیں اور علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے بھی اسی فرقِ مراتب کالحاظ رکھا ہیں۔

بدائع الصنائع میں بعض جگہوں پر "الآثار" کا ذکر آیا ہے چنانچہ ماء مستعمل کا حکم ذکر کرتے ہوئے علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

"وَالْمَاءُ الْمُسْتَعْمَلُ لَا يُزِيلُ النَّجَاسَةَ بِالْإِجْمَاعِ، وَذَكَرَ مُحَمَّدٌ فِي الْآثَارِ أَنَّهُ يَطْهُرُ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يُقَمْ بِهِ قُرْبَةٌ فَلَمْ يَصِرْ مُسْتَعْمَلًا وَاللَّهُ أَعْلَمُ."[xxix]

اس سے مراد امام محمد رحمہ اللہ کی وہ الآثار مراد ہے جس میں آپ رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی روایات کو جمع کر دیا ہیں اور ان روایات کو فقہی ابواب کے طور پر مرتب کیا ہیں۔

علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے بعض جگہوں پر "المختصر" کا بھی ذکر کیا ہیں، اس سے مراد امام حاکم[xxx] کی المختصر ہے چنانچہ علامہ کاسانی امام کو حدث پیش آنے کے مسئلے کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۔"وَذَكَرَ الْحَاكِمُ فِي الْمُخْتَصَرِ أَنَّ الْإِمَامَ إِذَا أَحْدَثَ وَقَدَّمَ رَجُلًا لَمْ يَشْهَدْ الْخُطْبَةَ فَأَحْدَثَ قَبْلَ الشُّرُوعِ لَمْ يَجُزْ."[xxxi]

اسی طرح کتاب الصوم میں ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"وَذَكَرَ الْحَاكِمُ الْجَلِيلُ فِي مُخْتَصَرِهِ أَنَّ نَفْلَ الصَّوْمِ كَفَرْضِهِ فَصَارَ فِي الْمَسْأَلَةِ رِوَايَتَانِ (وَجْهُ) رِوَايَةِ الْمُخْتَصَرِ أَنَّ صَوْمَ التَّطَوُّعِ يُحَرِّمُ الْفِطْرَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَصَارَ كَحَجِّ التَّطَوُّعِ، وَذَا يَمْنَعُ صِحَّةَ الْخَلْوَةِ كَذَا هَذَا."[xxxii]

اس کے ساتھ ساتھ جگہ جگہ آپ رحمہ اللہ نے "الفتاوی" کا بھی ذکر کیا ہیں، تعیین کے ساتھ تو اس کا مراد نہیں بتایا جاسکتا البتہ سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتاوی مختلف ائمہ کرام کے اقوال پر مشتمل تھا۔اس کے ساتھ ساتھ آپ رحمہ اللہ نے "الآمالی" کا بھی ذکر کیا ہیں، اس سے مراد وہ کتاب ہے جسے امام قاضی ابو یوسف[xxxiii] رحمہ اللہ نے اپنے شاگردوں سے لکھوایا تھا چنانچہ تیمم کا طریقہ ذکر کرتے ہوئے علامہ کاسانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وَأَمَّا كَيْفِيَّةُ التَّيَمُّمِ فَذَكَرَ أَبُو يُوسُفَ فِي الْأَمَالِي قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا حَنِيفَةَ عَنْ التَّيَمُّمِ فَقَالَ: التَّيَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ إلَى

الْمُرَفَّقِيْنِ،"xxxiv

علامہ کاسانی رحمہ اللہ جب احادیث مبارکہ کی تاویل (بصیغہ غائب) "یمکن أن یحمل"، یا "ھذا الحدیث محمول علی"، یا "ویحمل" کے الفاظ سے کریں تو اس سے مراد احادیث مبارکہ کی وہ تاویلات ہوتی ہیں جو دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ سے منقول ہیں۔ اور اگر آپ رحمہ اللہ کوئی تاویل بصیغہ مخاطب کریں جیسا کہ "ویمکن أن نحمل"، تو اس سے مراد آپ رحمہ اللہ کی ذاتی تاویل ہوتی ہے۔

علامہ کاسانی رحمہ اللہ بعض اوقات سوال کی باقاعدگی سے صراحت کرکے "فإن قیل" کہہ کر جواب دیتے ہیں، جبکہ کبھی کبھار سوالِ محذوف کا جواب دیتے ہیں۔ اسی طرح آپ رحمہ اللہ جب "عند" کا لفظ استعمال کرتے ہیں مثلا: "عند أبي یوسف"، عند محمد" تو اس سے مراد ان ائمہ کرام رحمہااللہ کا مسلک ہوتا ہے، اور جب "عن" کا لفظ استعمال کرتے ہیں جیسا کہ "عن أبي حنیفة"، عن أبي یوسف" تو اس سے مراد ان ائمہ کرام رحمہااللہ کی روایت ہوتی ہے۔

علامہ کاسانی رحمہ اللہ بحث کے اختتام پر "واللہ أعلم" کا جملہ لکھتے ہیں، اس کا مقصد یا تو روایت کی کمزوری بتانا ہوتا ہے اور یا عدمِ یقین بتانا مقصود ہوتا ہے۔ اسی طرح "قیل" بھی اسی مقصد کے لئے لکھتے ہیں۔ آپ رحمہ اللہ کی یہ بھی عادت ہے کہ جب کسی مشکل یا غیر معمولی مسئلے کو زیرِ بحث لانے کا ارادہ کریں تو وہ "واللہ الموفق" کا جملہ لکھتے ہیں، مثلا "ھذا ھو امارۃ التبحر فی الفقہ واللہ الموفق"۔

---

i آپ کا نام خلیل احمد ہے۔ آپ کے والد کا نام شاہ مجید علی انصاری ہے۔ آپ اواخر صفر ۱۲۶۹ھ میں ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مبارک النساءبی بی تھا جو مولانا مملوک علی صاحب کی صاحبزادی تھی۔ پانچ سال کی عمر میں آپ کی ابتدائی تعلیم شروع ہوئی جس کی ابتداء قرآن مجید سے ہوئی۔ قرآن مجید کی تعلیم ،ے بعد آپ نے اپنے چچا مولانا انصار علی سے درس نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھی۔ محرم ۱۲۸۳ھ کو ضلع سہارنپور میں دیوبند کی بنیاد پڑی جس کے صدر مدرس حضرت مولانا یعقوب صاحب مقرر ہوئے جو کہ آپ کے حقیقی ماموں تھے۔ آپ نے دار العلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور اپنے ماموں کے زیر عاطفت علوم کی تکمیل کی۔ آپ کا شمار اپنے وقت کے کبار محدثین میں ہوتا ہے۔ آپ کی کتابوں میں ابو داؤد کی شرح بذل المجھود عرب وعجم میں مشہور ومعروف ہوئی۔ آپ نے پانچ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ کو وفات پائی۔ (محمد ثانی حسنی ندوی، حیات خلیل، ط۔ا، مکتبۃ تنویر پریس باغ گونگے نواب لکھنؤ)

ii آپ کا نام ظفر احمد عثمانی ہے۔ آپ کے والد کا نام لطیف عثمانی ہے۔ آپ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ کو دیوبند میں پیدا ہوئے۔ آپ تین سال کے تھے کہ آپ کی والدہ نے وفات پائی۔ آپ کی تربیت آپ کی دادی نے کی۔ پانچ سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا۔ سات سال کی عمر میں اردو، فارسی اور ریاضی کی کتابیں پڑھنا شروع کی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ اپنے خالو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے ہاں تھانہ بھون چلے گئے۔ وہاں پر ان کے زیر سایہ عربی تعلیم شروع کی۔ علوم کی تکمیل کے بعد کانپور میں واقع مدرسہ جامع العلوم چلے گئے۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا محمد یاسین، مولانا محمد عبد اللہ گنگوہی، مولانا محمد اسحاق، مولانا رشید کانپوری شامل ہیں۔ آپ نے کئی بلند پایہ تصانیف لکھی۔ آپ کی تصانیف میں اعلاء السنن، احکام القرآن اور امداد الاحکام قابل ذکر ہیں۔ آپ نے ذی القعدہ ۱۳۹۴ھ میں وفات پائی۔ (عبد الفتاح ابو غدہ، مقدمۂ اعلاء السنن، ۱:۲۳۔۲۵)

iii عاشق الٰہی میرٹھی، تذکرۃ الخلیل، مطبوعہ سیالکوٹ، ص ۳۰۴

iv کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۴:۱۵۳

v کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۴:۱۵۳

vi کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۵:۱۴۸

vii کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۵:۱۴۶

viii کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۱:۷

ix کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۱:۸

x محمد بن ادریس بن عباس شافعی امام ابو حنیفہ کی وفات کے دن 150ھ کو غزہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں یتیم ہوگئے۔ آپ نے مکہ مکرمہ میں پرورش پائی۔ آپ بہترین نشانہ باز اور طبیب ہونے کے علاوہ فقہ شافعی کے امام ہیں۔ آپ نے 7 سال کی عمر میں قرآن مجید اور 10 سال کی عمر میں مؤطا حفظ کیا۔ آپ کے اساتذہ میں امام مالک، سفیان بن عیینہ، فضیل بن عیاض اور امام محمد شامل ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور ابو عبید قاسم بن سلام شامل ہیں۔ آپ 204ھ کو مصر میں وفات پاگئے۔ (علامہ تاج الدین بن علی سبکی، طبقات الشافعیہ 1:200، ہجر لطباعت والنشر والتوضیع 1413ھ، سیر اعلام النبلاء 8:10، ترجمہ: 1)

xi کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۱:۲۰۴

xii کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۱:۱۰

xiii کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۱:۱۹

xiv کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۵:۱۴۴

xv کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۲:۱

xvi کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۵:۱۳۳

xvii آپ کا نام محمد عبد الحی بن عبد الحلیم بن امین اللہ ہے۔ آپ ۲۶ ذو العقدہ ۱۲۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ جب پانچ سال کے ہوئے تو اپ نے حفظ قرآن شروع کیا۔ دس سال کی عمر میں آپ حفظ سے فارغ ہوئے۔ اس کے بعد اپنے والد سے فارسی اور انشاء شراع کیا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد تمام متداول علوم و فنون کی تکمیل کی۔ آپ کثیر التصانیف علماء میں ہیں۔ آپ کی کتابوں کی تعداد سو سے متجاوز ہے۔ آپ کی کتابوں میں الاجوبۃ الفاضلۃ، السعایۃ، الرفع و التکمیل اور التعلیق الممجد شامل ہیں۔ آپ نے ۱۳۰۴ھ میں وفات پائی۔ (الامام عبد الحی اللکھنوی للدکتور ولی الدین الندوی، دار القلم دمشق، الطبعۃ الاولی ۱۴۱۵ھ)

xviii اللکنوی، عبد الحی اللکھنوی، مقدمۃ الھدایۃ، ج۱، ص۱۳، الھدایۃ مع شرح العلامۃ عبد الحی اللکنوی، ادارۃ القرآن و العلوم الاسلامیۃ، الطبعۃ الاولی ۱۴۱۷ھ)

xix آپ کا نام محمد بن الحسن ابن فرقد شیبانی ہے۔ آپ 132ھ میں واسط میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں پلے بڑھے۔ آپ نے علم فقہ ابو حنیفہ اور ابو یوسف رحمہا اللہ سے حاصل کیا اور حدیث میں آپ کے اساتذہ أبو حنیفۃ، ومسعر، ومالک بن مغول، والأوزاعی، ومالک بن أنس تھے۔ آپ کے شاگردوں میں الشافعی، وأبو عبید، وھشام بن عبید اللہ، وأحمد بن حفص فقیہ بخاری، وعمرو بن أبي عمرو الحراني، وعلی بن مسلم الطوسی شامل ہیں۔ آپ کی کتابوں میں الجامع الصغیر، الجامع الکبیر، السیر الصغیر، السیر الکبیر اور الاصل شامل ہیں۔ آپ نے 189ھ میں ری کے مقام پر وفات پائی۔ (سیر النبلاء، ج9ص135)

xx کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۱:۴۲

xxi کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۱:۳

xxii کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۱:۵

xxiii آپ کا نام محمد بن سماعہ بن عبید اللہ بن ہلال تمیمی کوفی ہے۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ نے امام ابو یوسف اور امام محمد کی مصاحبت اختیار کی تھی۔

آپ کے اساتذہ میں امام لیث اور مسیب بن شریک شامل ہیں جبکہ آپ کے شاگردوں میں محمد بن عمران الضبی، والحسن بن محمد بن عنبر الوشاء قابل ذکر ہیں۔ احمد بن عطیہ فرماتے ہیں کہ آپ ایک دن میں دو سو رکعت پڑھتے تھے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کو قاضی بنایا گیا۔ آپ نے ایک سو تین سال عمر پائی آپ نے سن 233ھ میں وفات پائی۔ (سیر اعلاء النبلاء 10: 646)

[xxiv] کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۲:۱۳۰

[xxv] کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۲:۱۰۱

[xxvi] آپ کا نام ونسب ہارون بن مہدی محمد بن منصور ہے۔ آپ کی کنیت ابو جعفر ہے۔ آپ سن 148ھ میں ری کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ ہادی کے بعد سن 170ھ میں خلیفہ بنائے گئے۔ آپ نے اپنے والد، دادا اور مبارک بن فضالہ سے احادیث نقل کی۔ آپ اپنے دور خلافت میں روزانہ سو رکعت نفل پڑھتے تھے۔ سن 193ھ میں وفات پائی۔(سیر اعلام النبلاء، ج9، ص 287)

[xxvii] کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۱:۱۳۸

[xxviii] اللکنوی، عبد الحی اللکنوی، مقدمۃ الهدایۃ، ج۱، ص۱۸، الهدایۃ مع شرح العلامۃ عبد الحی اللکنوی، ادارۃ القرآن و العلوم الاسلامیۃ، الطبعۃ الاولی ۱۴۱۷ھ)

[xxix] کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۱:۱۷

[xxx] آپ کا نام محمد بن محمد بن احمد بن عبد اللہ ہے۔ آپ کے اساتذہ میں محمد ہور قانی اور یحی زحلی شامل ہیں۔ آپ اپنے وقت میں امام الحنفیہ تھے۔ آپ کی کتابوں میں الکافی اور المنتقی شامل ہیں۔ آپ کو رے میں شہید کر دیا گیا تھا۔(الذہبی، تاریخ الاسلام، ۷: ۶۸۵)

[xxxi] کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۱:۲۶۵

[xxxii] کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۲:۲۹۳

[xxxiii] آپ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن خبیبؒ ہیں۔ محدث، فقیہ، مجتہد، امام، متقی اور انتہائی فیاض تھے۔ تفسیر مغازی اور ایام عرب میں وسیع علم رکھتے ھتے۔ 17 سال تک امام ابو حنیفہؒ سے استفادہ کیا۔ فقہ حنفی میں بنیاسی کتابیں تصنیف کئے۔ مہدی، ہادی اور ہارون الرشید کے دور میں قاضی القضاۃ رہے۔182ھ/798ء کو وفات پائی۔(الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج16، ص64۔ الزرکلی، الاعلام، ج18، ص13۔)

[xxxiv] کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۱:۴۶